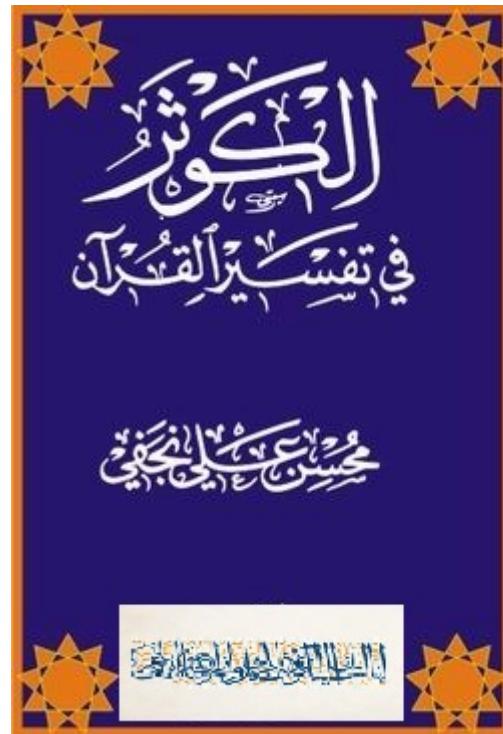


تفسیر سورہ نساء آیت 2

<"xml encoding="UTF-8?>



تفسیر سورہ نساء آیت 2

آٰلَ حَمْدٌ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ ﴿٢﴾

۲۔ ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

تشریح کلمات

آٰل حَمْدٌ:

(ح م د) ثنائے کامل۔ اختیاری خوبیوں کی تعریف کرنے کو حمد کہتے ہیں۔ آل کلمہ استغراق ہے۔ یعنی ساری حمد، کوئی بھی حمد ہو۔ اس لیے ہم نے آل کا ترجمہ کامل سے کیا ہے۔

رَبُّ:

(رب ب) کسی شے کو تدریجاً ارتقائی درجات کی طرف لے جانے والا۔ رب اس مالک کو کہتے ہیں جس کے ہاتھ میں تدبیر امور ہو۔ المالک الذی بیدہ تدبیر الامور - العین میں مذکور ہے: و من ملک شيئاً فهو ربہ۔ جو کسی چیز کا مالک بنے وہ اس کا رب کھلائے گا۔

لسان العرب میں ہے: فَلَمَنْ رَبُّ بَدَا الشَّيْءَ أَيْ مِلْكُه لَهُ . فلاں اس چیز کا رب یعنی مالک ہے۔ بادل کو رباب کہتے

ہیں، کیونکہ اس سے برسنے والے پانی سے نباتات کی نشو و نما ہوتی ہے۔

جو شخص رب کی طرف منسوب ہوا، اسے ربانی کہتے ہیں۔ ارشاد قدرت ہے :

کُو نُو اَرْبَيْنَ (۳ آل عمران : ۷۹)

تم سچے ربانی بن جاؤ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا:

آَنَا رَبَّانِيٌّ هَذِهِ الْأُمَّةُ . (مفردات راغب مادہ ”رب“۔ قال النبي (ص) على رَبَّانِيٍّ هَذِهِ الْأُمَّةُ . المناقب ج ۲ ص ۲۵)

میں اس امت کا ربانی ہوں۔

تفسیر آیات

آل حَمْ دُلِّلِهِ: آل حَمْ دُ دو لفظوں آل اور حمد سے مرکب ہے۔ آل عمومیت کا معنی دیتا ہے اور حمد ثنائے کامل کو کہتے ہیں۔ اردو زبان کی گنجائش کے مطابق اس کا مفہوم یہ بنتا ہے: ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے۔ یعنی اگر غیر خدا کے لیے بظاہر کوئی جزوی ثنا اور حمد دکھائی دیتی بھی ہے تو اس کا حقیقی سرچشمہ بھی ذات خداوندی ہے۔ بالفاظ دیگر مخلوقات کی حمد و ثنا کی بازگشت ان کے خالق کی طرف ہوتی ہے:

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ثُمَّ بَدَّى (۵۰) (۵۰ طہ : ۲۵)

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خلقت بخشی پھر بداشت دی ۔

تمام موجودات معلول ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے لیے علت العلل ہے۔ لہذا معلول کے تمام اوصاف یعنی مربون منت ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا وجود جو ایک کمال ہے، وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ اسی لیے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ (ع) نے آل حَمْ دُلِّلِهِ کہنے کے بعد فرمایا: فَمَا مِنْ حَمْدٍ إِلَّا وَهُوَ دَائِخٌ فِيمَا قُلْتُ . (کشف الغمة ج ۲ ص ۱۱۸) یعنی ہر قسم کی حمدو ثنا اس جملے آل حَمْ دُلِّلِهِ میں داخل ہے جو میں نے کہا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

شُكْرُ النِّعْمَةِ اجْتِنَابُ الْمَحَارِمِ وَ تَمَامُ الشُّكْرِ قَوْلُ الرَّجُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . (الكافی ۲: ۹۵ باب الشکر۔ بحار الانوار ۶۸ : ۲۵ باب الشکر)

حرام سے اجتناب کرنا نعمت کا شکر ہے اور الحمد للہ رب العالمین کہنے سے شکر کی تکمیل ہوتی ہے۔

رَبِّ الْعَلَمِينَ: توحید رب تمام انبیاء (ع) کی تبلیغ کا محور و مرکز رہی ہے، ورنہ توحید خالق کے تو مشرکین بھی قائل تھے۔ ملاحظہ ہو سورہ عنکبوت : ۶۱، ۸۷۔ سورہ زخرف : ۹، ۲۵۔ لقمان: ۲۵

تریبیت یعنی کسی شے کو بتدیریج ارتقائی منازل کی طرف لے جانا۔ جب لفظ رب کو بلا اضافت استعمال کیا جائے تو اس کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے:

قُلْ أَعْيُّ بِرَبِّ الْلَّهِ أَبْغِيْ رِبَّاً وَّبُوْ رَبْ كُلْ شَيْءٍ ... (٦ انعام: ١٦٢)

کہدیجیے: کیا میں کسی غیر اللہ کو اپنا معبد بناؤں؟ حالانکہ اللہ ہر چیز کا رب ہے۔

البته غير خدا کے لیے اضافت ضروری ہے۔ جیسے رب الہیت، رب السفینہ وغیرہ۔

لطف رب اس مالک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جس کے ہاتھ میں مملوک کے امور کی تدبیر ہو۔ اسلامی تعلیمات کا مرکزی نکتہ خالق و مدبّر کی وحدت ہے کہ جس نے خلق کیا ہے، اسی کے ہاتھ میں تدبیر امور ہے:

يُدَبِّرُ إِلَّا مَرْءٌ مِّنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ... (٣٢ سجدہ : ٥)

انسانی تکامل و ارتقا کا مربی خدا ہے اور حقیقی مالک بھی وہی ہے اس لیے لفظ رب کو مقام دعا میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ تمام انبیاء (ع) کی یہ سیرت ربی ہے کہ انہوں نے اپنی دعاؤں کی ابتدا لفظ رب سے کی اور اللہ کو ہمیشہ اسی لفظ سے پکارا : رَبَّنَا أَتَنَا فِي الدُّنْيَا يَا حَسَنَةً ... (۲۰۱) بقرہ: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا ... (۳) آل عمران: ۸) رَبَّنَا وَابْنَهُمْ فِي هُمْ رَسُوْلُ لَا مَذْهُبٌ ... (۲) بقرہ (۱۲۹)

الله کے سوا یوری کائنات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ عالمین: اسم جمع ہے۔ موجودات کی ایک صنف پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے عالم الانس، عالم الارواح وغیرہ۔

ممکن ہے عالمین سے یہاں پہلا معنی مراد ہو۔ بنابریں رَبُّ الْخَلَمِیْنَ کا معنی یہ ہوا کہ تمام عالمین کا مربی اور ان کی ارتقا کا سرچشمہ فقط اللہ ہے۔ اس جامع اور وسیع نظریہ توحید سے وہ فرسودہ توبمات بھی باطل ہو جاتے ہیں، جن کے مطابق مشرکین تربیت و فیض کا سرچشمہ ایک ذات کی بجائے متعدد اذوات کو قرار دیتے اور ایک رب کی بجائے بہت سے ارباب کو یکارتے تھے۔

اہم نکات

۱۔ ہر حمد و ثناء کی بازگشت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے: الٰہ حَمْدُ لِلٰہِ ۔

۲. تمام کائنات کا مالک اور ہر ارتقا کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے: رَبُّ الْعَالَمِينَ۔

۳. کائنات پر صرف اپک رب کی حاکمیت ہے۔

۲۔ رویت کا تقاضا یہ ہے کہ مربوپ اینے رب کی تعریف کرے۔

۵۔ مریب کے بغیر ارتقائی مراحل طے نہیں یو سکتے۔

6. ترست یعنی حقیقی منزل کی طرف رینمائی سب سے ایم کام ہے۔

7. لفظ عالمین سے ظاہر ہے کہ تیسٹ کا دائیہ نیابت وسیع ہے۔

۸۔ وحدت مربی نظام کائنات میں ہم آہنگی اور وحدت ہدف کی ضامن ہے۔

تحقيق مزيد: مجموعہ وراثم ۲ : ۱۰۷۔ الكافی ۶ : ۲۲۳۔ الاستبصار ۱ : ۳۱۱

الکوثر فی تفسیر القرآن جلد ۱ صفحہ 200